ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں سماجی حقیقت نگاری

طیبہ نگہت

ABSTRACT:
"Dr. Saleem Akhtar is the most prolific and the most popular writer of today's Urdu Literature. As a short story writer, he possesses a distingished place among others. He has encompassed social, psychological and gender issues in his stories. He has made wonderful additions in Urdu short stories through his psychological realism. He has portrayed social realities through his stories."

ڈاکٹر سلیم اختر کثیر الجہات شخصیت کے مالک ہیں۔ادب میں تاریخ ،تنقید،اقبالیات،طنز و مزاح اور افسانہ نگاری ان کے خاص میدان ہیں۔ سلیم اختر ادب میں نفسیاتی تنقید کے حوالے سے بھی ایک خاص پہچان رکھتے ہیں اور افسانہ نگاری میں بھی انھوں نے نفسیاتی ژرف نگاہی کا خوب ثبوت دیا ہے۔ان کے افسانوں میں فرد کی نفسیاتی کیفیات کا عنصر واضح انداز میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ کرداروں کی داخلی زندگی کی مخصوص عکاسی ان کی جذباتی اور نفسیاتی کیفیات کو بڑی مہارت سے بیان کیا ہے۔

ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں کے موضوعات میں خاصا تنوع ملتا ہے۔وہ زندگی کے سیاسی ،سماجی،معاشرتی، نفسیاتی اور جنسی مسائل کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں تب اُسے افسانے کے فارم میں ڈھالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بظاہر معمولی نظر آنے والے واقعات بھی معاشرتی سطح کے ساتھ ساتھ ایک نفسی اور داخلی کیفیت کے حامل نظر آنے لگتے ہیں۔

اس کا اظہار وہ اپنی ایک کتاب میں یوں کرتے ہیں:

’’نفسیاتی لحاظ سے کسی کہانی کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ قاری اس کے ساتھ تطبیق کر کے خود کو ایک کردار سمجھتے ہوئے واقعات کے ساتھ ساتھ چلتا جائے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مصنف کا مقصد قاری پر واضح ہی نہیں ہو جاتا بلکہ اس تطبیق کی بنا ء پر وہ مقصد اس کے ذہن میں جاگزیں بھی ہو جاتا ہے۔‘‘ (۱)

سلیم اختر کی کہانیوں کا بڑا موضوع جنس ہے۔انھوں نے جنسی گھٹن،ناآسودگی اور ناکامی کو ظاہر کر کے سماج کی قلعی کھو لی ہے۔ یہ اس معاشرے کی کہانیاں ہیں جس میں ہم سانس لے رہے ہیں۔ اس میں جنسی گمراہی کا پیدا ہو جانا کوئی حیرانگی کی بات نہیں ۔انھوں نے اس پر بہت سی کہانیاں لکھ کر معاشرے کا یہ پہلو بے نقاب کیا ہے۔ سلیم اختر ہماری بہت سی نفسیاتی الجھنوں اور جنسی گمراہیوں کا جواز تلاش کرتے ہیں۔جس میں انسان جائز خواہشات کی تکمیل آسانی سے کر سکے وہ معاشرے اور اس میں بسنے والے انسانوں کو صحت مند دیکھنا چاہتے ہیں۔

تاج سعید لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر سلیم اختر اپنی طرز کے واحد افسانہ نگار ہیں اور ان کا شمار اُردو کے ان افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے جو نفسی اور جنسی تحلیل نفسی کے لیے مشہور ہیں۔ وہ اپنے ہر کردار کے باطن میں اتر نے کا فن جانتے ہیں اور ان کے افسانے زندگی کے نہایت ہی نازک و حساس موضوعات کی عکس نمائی کرتے ہیں۔''(۲)

سلیم اختر کے افسانے ہماری معاشرتی ز ندگی کے آئینے ہیں ۔ابتدائی افسانوں میں کچھ ایسے افسانے بھی ملتے ہیں جن میں جذباتی و رومانی موضوعات ملتے ہیں اور جنسی تجربے کی خواہش بھی۔ اس کے بعد وہ معاشرتی مسائل کی طرف متوجہ ہوئے۔اخلاقی،سماجی اور معاشرے میں پھیلے ہوئے جنسی مسائل اور گمراہیاں ان کی تو جہ کا مرکز بنے۔ ایسے افسانوں میں'' زن مرید''،''گندہ خون''،'' بیلنس شیٹ''،''بیوی کا الائو'' ،''کاٹھ کی عورتیں'' جیسے افسانے شامل ہیں۔

''گندہ خون'' ایسا افسانہ ہے جو کہ جنسی ہو نے کے باوجود معاشرے میں جاگیردرانہ نظام کے ظلم کی اثر انگیز کہانی ہے۔ افسانے میں انھوں نے جنس کے حوالے سے معاشرتی ناہمواریوں اور اقتصادی مجبوریوں کو اجاگر کیا ہے۔

ڈاکٹر عرش صدیقی لکھتے ہیں:

''سلیم اختر کے افسانوں میں واضح طور پر لذت کشی کا جذبہ موجود ہے اور اگر تھوڑی دیر کو مان لیا جائے کہ لذت کشی نہیں تو جنسی لذت آفرینی ان تمام افسانوں کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔'' (۳)

''کاٹھ کی عورتیں'' سلیم اختر کے نمائندہ افسانوں میں شمار ہوتا ہے۔اس افسانے پر سلیم اختر کے مخصوص اسلوب کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ سلیم اختر کے افسانوں کا عمومی موضوع جنس اور عورت ہے اس افسانے سے یہ دونوں رویے بہت نمایاں ہیں ۔افسانے میں عورت کے مختلف روپ نظر آتے ہیں۔ محبت کے نشے میں مخمور جنسی کشش سے مغلوب دل پھینک میلہ گھو متی دو شیزہ اور جنسی ناآسودگی کا شکار ظالم مما نی اس پکچر گیلری میں تمام نسوانی تصویریں محبت کے جنسی پہلو کی غمازی کرتی ہیں۔ سلیم اختر فرائیڈین فکر سے بہت متاثر نظر آتے ہیں ۔اس بات کا ثبوت افسانے کے بیشتر کرداروں کی گفتگو کے نفسیاتی تجزیے سے مل سکتا ہے۔

''دراصل بعض مردوں میں کچھ ایسی تاثیر ہوتی ہے آنکھوں کے ایک اشارے سے اپنا غلام بنا لیتے ہیں۔''(۴)

''کچھ عجب ٹونا تھا اس کی آنکھوں میں اس کے جسم سے کوئی خاص مہک آرہی تھی۔ بس عجیب مرد تھا وہ مرد...... جادو کے درخت ہوتے ہیں ایسے مرد...... ۔'' (۵)

جنس کی یہ مقناطیسی کشش مرد اور عورت کے دل میں جوار بھاٹا پیدا کر دیتی ہے۔اس موقع پر مصنف نے جنسی کشش کے لیے ''سانپ'' کی بلیغ علامت استعمال کی ہے۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں کا مجموعہ ''مٹھی بھر سانپ'' جیسے جنسی معنویت کے حامل عنوان سے شائع ہوا تھا ۔ بعد میں جنس نگاری کے ساتھ دیگر معاشی اور معاشرتی الجھنیں بھی افسانوں کا موضوع بن گئیں لیکن

مرکزی حیثیت جنس کو ہی حا صل رہی۔ سلیم اختر کے افسانوں میں جنس نگاری کے ساتھ نفسیاتی ژرف نگاہی اور معروضی حقیقت نگاری بھی عروج پر نظر آتی ہے۔

ڈاکٹر طاہر تو نسوی لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر سلیم اختر نے اپنے افسانوں میں جنسی رویوں ،اعصابی تشنج اور غیر معمولی رجحانات کو موضوع بنایا ۔ان کے افسانوں کے مطالعے سے موضوع کی گرفت کا اندازہ ہوتا ہے۔''(۶(

ان افسانوں میں جنس کے ساتھ ساتھ معاشی ،معاشرتی اور اقتصادی صورتِ حال کو بھی بیا ن کیا گیا ہے۔ سلیم اختر رومانی بننے کی بجائے حقیقتوں کی ٹھوس نوعیت کو تسلیم کرتے ہیں ۔وہ مثالیت پسندی سے کام نہیں لیتے بلکہ حقیقت پسند بننے کو تر جیح دیتے ہیں اور حقیقت نگار کی حیثیت سے معاشرے کی ناہمواریوں کو بے نقاب کرتے ہیں ۔ انہوں نے مسائل کو جذباتی انداز سے نہیں دیکھا بلکہ تلخ حقیقتوں کا ادراک کیا ہے۔ان تمام مسائل کو معاشرتی اور نفسیاتی حوالوں سے دیکھا ہے۔ خواہشات کی عدم تکمیل کی صورت میں انسان کی بے بسی ان افسانوں میں دکھائی دیتی ہے۔

سلیم اختر نے ماہرِ نفسیات فرائڈ کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔ محبت جنس کے بارے میں جو نقطہ نظر فرائڈ کا تھا انھوں نے بھی اسی نقطہ نظر کو اپنایا اور اسی نہج پر چلے۔اس لیے ان کے افسانوں میں جنس نمایاں رہی ۔

''بیوی کا الائو'' واضح طور پر فرائڈ کے نظریات کو بنیاد بنا کر لکھا گیا۔افسانے میں مردوں کے جنسی مسائل کے ساتھ ساتھ نفسی کیفیات کا بیان بھی واضح طور پر موجود ہے۔ اسی طرح ''بیلنس شیٹ'' میں بھی مردوں کے جنسی مسائل کے ساتھ ساتھ ان کی نفسیات کی بھر پور عکاسی کی گئی ہے۔اس میں مرد کی احساس برتری ،احساسِ کمتری ،حسد اور دیگر نفسیاتی الجھنوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔

سلیم اختر کی یہ کہانیاں جنس اور نفسیات کے گرد گھومتی ہیں ۔وہ اپنے کرداروں کی تخلیق پر بھی خاصی تو جہ دیتے ہیں اور پوری کہانی میں کردار ان کی گرفت میں رہتے ہیں۔ ہر کہانی میں ایک نئے قسم کے کردار کو نئی صورتحال کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ان کے کردار سماج کے تخلیق کردہ ہینجنس کے متعلق ان کا رویہ بے با کانہ ہے۔انھوں نے جو کچھ معاشرے میں دیکھا وہی اپنے کرداروں کے ذریعے دکھایا۔

افتخار امام صدیقی لکھتے ہیں:

'' سلیم اختر نے جنس کے نفسیاتی پہلوئوں کے حوالے سے زندگی کی تمام تہوں کو اپنے افسانوں میں ابھارنے کی سعی کی ہے۔ نفس کی پیچ در پیچ راہوں سے راستہ بناتے اور اپنے عصر کی سچائیوں کو نمایاں کرنے کا عمل نئی لفظیات اور مشاہدے کے باریک سے باریک لمحوں کو گرفت میں لے کر افسانوی اسلوب میں سجا دینے والی فن کاری ،چپ کو جنبش ،آواز کو لہر اور الفاظ کو حرکت دیئے بغیر نہیں رہ جاتی ۔ ''(۷(

''آگ تاپنے کے فوائد'' میں بھی جنسی مسائل زیرِ بحث ہیں۔ اس کہانی میں نفسیاتی کشمکش ،احساسِ جرم اور پھر اس کی تلافی جیسے ملے جُلے نفسیاتی عمل کی عمدہ مثال ہے۔ ''بچھو'' ،''نقلی

چوکیدار''،بکری کا سانوا ۱۹۷۲ء ان تمام افسانوں میں بے اولادی کا درد اور معاشرے میں عورتوں کا استحصال،معاشرتی،اقتصادی اور نفسیاتی الجھنوں سے بھرے واقعات جاگیرداری معاشرے کی تصویریں ہیں۔

ان افسانوں نے ڈاکٹر سلیم اختر کو بطور ایک افسانہ نگار ادبی حلقوں میں متعارف بھی کروایا اور منوایا بھی۔ ان کہانیوں میں ''بکری'' جیسا افسانہ بھی شامل ہے جس نے سلیم اختر کو خاصی شہرت بخشی۔ ''بکری'' ایک ایسی عورت کی کہانی ہے جو ماں بننے سے محڑوم ہے اس کی ساس ہر وقت نئی بہو لانے کی فکر میں رہتی ہے جس سے اُسے اپنی کم مائیگی کا احساس شدت سے ہوتا ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کے ہر گھر کی کہانی ہے جس میں اولاد کا نہ ہونا بہت بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ''جلے پائوں کی بلی''،'' بشیرے دی جورو''،''کھونٹا'' نفسیاتی مسائل پر لکھے گئے افسانے ہیں ۔ان افسانوں میں کسی ابنارمل صورتحال کی بدولت احساسِ کمتری ،حسد اور دیگر نفسیاتی الجھنوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔

''کانا چور'' اور جن ہتھیلیوں پر سرسوں پھولتی ہے اقتصادی مجبوریوں کے تحت ابھرنے والے معاشرتی مسائل کی کہانیاں ہیں۔خواہشات اور احتیاجات کی تکمیل میں انسان کی بے بسی کی تصویریں ان کہانیوں میں دکھائی دیتی ہیں۔ اور ساتھ ہی معاشرتی جنسی،نفسیاتی اور معاشی مسائل جو قدم قدم پر بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ان کہانیوں کا موضوع ہیں۔ یہ کہانیاں اس پورے طبقے کی عکاسی کرتی ہیں کہ کس طرح انسان اقتصادی مجبوریوں کے ہاتھوں بے بس ہو کر اپنا رویہ تبدیل کر لیتا ہے ۔

اس کے علاوہ ان کہانیوں میں گھریلو زندگی کی تلخیاں،محبت اور نفرت کے جذبے اور معاشرتی رویے ملتے ہیں ان کے بیشتر افسانے متوسط طبقہ کے کرداروں کے گرد گھومتے ہیں۔ انھوں نے نہ صرف ان کے معاشی اورسماجی مسائل کو پیش کیا بلکہ ان کی نفسیاتی الجھنوں کا سراغ بھی لگایا اور ان کی زندگیوں سے وابستہ مسائل کا تجزیہ بھی کیا۔

ڈاکٹر اے۔ بی اشرف لکھتے ہیں:

۔''ان کہانیوں میں ٹریٹ منٹ کے علاوہ کردار نگاری کا کمال بھی دکھائی دیتا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کردار کو پینٹ کرتے وقت انسانی زندگی کے گہرے مشاہدے اور تجربے کا ثبوت دیتے ہیں ۔یہ کردار اتنے بھر پور اور جیتے جاگتے ہیں کہ ان کو فراموش کرنا آسان نہیں۔''(۸(

سلیم اختر کے افسانوں کا دوسرا رویہ ہم جنس پرستی کا ہے۔انھوں نے اپنے افسانوں میں ہم جنس پرستی،نسائی ہم جنسیت،بیویوں اور خاوندوں کے نفسیاتی مسائل بیان کیے ہیں۔ ان افسانوں کے کردار زیادہ استادوں اور استانیوں کے گرد گھومتے ہیں ۔ان افسانوں میں ''خبیث دا پُتر''، ''بارہواں کھلاڑی''،'' تختہ مشق'' اور پابندی وقت کے فوائد مردانہ ہم جنس رویوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

''لو لیتا ۱۹۶۹ء''،'' بنجر مرد زرخیز عورتیں'' ،'' مس احمد بی اے بی ٹی''اور ' ' سیفو ۱۹۶۸ء'' نسائی ہم جنسیت کا موضوع لیے ہوئے ہیں۔ ان افسانوں میں ہم جنس پرستی کے محرکات پر بات کی ہے۔کرداروں کی نفسیاتی الجھنوں کا سراغ لگایا ہے اس کے لیے جو اسلوب اختیار کیا ہے اس میں بھی تلذذ کا احساس نمایاں ہے۔

ڈاکٹر عرش صدیقی لکھتے ہیں:

''دنیا کا بیشتر ادب جنس سے متعلق ہے ہر چند میں اس ادب کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا اور جنسی عقل پر بار بار لکھتے رہنے کو اچھے ذوق کی علامت نہیں جانتا ۔ میں اس ادب کی مقبولیت سے انکار نہیں کرتا اپنی تمام محدود موضوعاتی دنیا اور غیر ضروری طور پر جنسی کھلے پن کے باوجود سلیم اختر کے جنسی افسانے اپنی نوع کے ادب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں کسی اور نے اس تواتر اور حوصلے سے بطور خاص فرائڈ کے نظر یات کے حوالے سے اس طور پر افسانہ نگاری نہیں کی۔'' (۹)

ڈاکٹر سلیم اختر جنس کے نفسیاتی پہلوئوں کے حوالے سے زندگی کی تمام تہوں کو اپنے افسانوں میں ابھارنے کی سعی کی ہے۔ یوں سلیم اختر کے افسانے سماجی حقیقت نگاری کی تلخی لیے ہوئے ہیں۔ انھوں نے لوگوں کی نفسیاتی الجھنوں اور پچیدہ نفسی میلانات و رجحانات کو فنکاری سے پیش کیا۔ ان کی زندگیوں کے واقعات اور ان کے جذبات و احساسات کو بڑے توازن اور اعتدال کے ساتھ اپنے افسانوں میں پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانے موضوع، مواد اور تکنیک کے اعتبا ر سے منفرد نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر سلیم اختر اگرچہ نفسیاتی نقاد کے حوالے سے خاص شہرت رکھتے ہیں مگر ان کی افسانوی حیثیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے کچھ افسانوں کے تراجم بھی ہوئے اور عالمی سطح پر بھی ان کو پذیرائی ملی۔

ڈاکٹر سلیم اختر اردو افسانے کی اس روایت کے امین ہیں جیسے واقعیت نگاری اور حقیقت پسندی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور بسیار نویسی کے با وجود انھوں نے فن کو معیار سے گرنے نہیں دیا۔ انھوں نے اپنے نفسیاتی مطالعہ کی بناء پر اُردو افسانے کی نفسیاتی روایت میں خوبصورت اضافے کیے۔ انھوں نے اپنی تنقید کی طرح افسانے کو بھی نیا انداز دیا۔

حوالہ جات:

(۱) سلیم اختر، ڈاکٹر، افسانہ اور افسانہ نگار،لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۱۹۹۱ء،ص ۱۹

(۲) تاج سعید،ڈاکٹر سلیم اختر،نقاد اور افسانہ نگار،مشمولہ: پندرہ روز،بجنگ آمد،لاہور: یکم تا ۳۱ مئی ۱۹۹۸ء،ص ۵

(۳) عرش سعید ،ڈاکٹر، محاکمات،لاہور:سارنگ پبلی کیشنز،۱۹۹۴ء،ص ۹۶۹

(۴) سلیم اختر ،ڈاکٹر،نرگس اور کیکٹس،لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۴ء ،ص ۵۵۴

(۵) ایضاً، ص ۵۵۵

(۶) طاہر تو نسوی ،ڈاکٹر ،ہم سفر بگولوں کا،لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۱۹۸۵ء،ص ۱۸۹

(۷) بحوالہ طاہر تو نسوی ،ڈاکٹر ،ہم سفر بگولوں کا،ص ۱۹۰

)۸(اے ۔بی۔اشرف،ڈاکٹر،شاعروں اور افسانہ نگاروں کا مطالعہ،لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۹ء،ص ۴۳۴
)۹(عرش صدیقی،ڈاکٹر،محاکمات،لاہور:سارنگ پبلی کیشنز،۱۹۹۴ء،ص ۲۸۱

/....../